رجسٹرڈ والیم نمبر ۹۶۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — سبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر یعقوب علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۹

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ آپ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق ڈلہوزی سے آگے اور پہاڑوں پر جانیوالے ہیں۔ اس لئے کوئی صاحب ملاقات کے لئے ڈلہوزی کا قصد نہ فرمائیں۔ انشاء اللہ ڈیڑھ ماہ تک دارالامان قادیان ہی میں آجائینگے ۔

یکم اگست کو ہر دو سکول کھلینگے۔ طلباء کے والدین کو چاہیئے کہ اس تاریخ سے پہلے پہلے اپنے اپنے بچوں کو قادیان بھیجدیں تا ان کا حرج نہ ہو۔ (۲) ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر داک کا کام کرنیکے لئے ۲۳۔ کو ڈلہوزی جائینگے

سید فیروز شاہ صاحب احمدی کاتب تشحیذ تین چار ماہ سے بمرض سل قادیان ہی میں بیمار چلے آتے تھے۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے اپنے وطن گئے۔ وہیں ۷ جولائی کو فوت ہو گئے ۔ ص

قادیان کے آریہ اور ہم

قادیان کے آریہ مدت سے کان لمبے کئے ہوئے ہیں لیکن کچھ عرصہ سے پھر انہوں نے پھریری لی ہے۔ اور کوئی نہ کوئی حرکت مذبوحی ہمارے مقابلہ میں کر لیتے ہیں۔ اور آج کل تو بالخصوص اخباروں میں انہیں ہمارے خلاف اکسایا جاتا ہے۔ اور ایک سکول بنانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ ان کا ایک اپدیشک پنڈت چانن نام یہاں آیا۔ ان صاحب کو دوسرے مذاہب والوں سے الجھنے کا بہت شوق معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ دفتر تشحیذ میں آئے۔ جہاں مولانا محمد سرور شاہ صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ آتے ہی ان سے پوچھا کہ آسمان کی نسبت قرآن مجید کیا بتاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ آسمان کوئی ٹھوس چیز نہیں۔ بلکہ ایسا ہے۔ کہ جسمیں سورج چاند سیارے تیرتے ہیں۔ پھر سات آسمانوں کی نسبت پنڈت صاحب نے پوچھا۔ تو اس کے متعلق بھی بتا دیا گیا۔ اسی سلسلہ میں پنڈت صاحب نے سوال کیا کہ سورج ساکن ہے یا متحرک۔ بتایا گیا کہ والشمس تجری لمستقر لھا۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ پھر پنڈت صاحب نے پوچھا کہ کیا سورج کالے کیچڑ کے کنڈ میں غروب ہوتا ہے۔ جواب میں ان کو قرآن مجید سے اصل آیت دکھائی گئی۔ جو یوں ہے۔ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدھا تغرب فی عین حمئۃ یعنے جب وہ مغربی اطراف میں پہونچے۔ تو انہیں ایسا معلوم ہوا کہ سورج ایک کالی کیچڑ کی کنڈ میں ڈوب رہا ہے۔" وجدھا ملاحظہ کیجئے۔ یعنے ذوالقرنین کو ایسا معلوم ہوا تھا۔ کہ سورج کیچڑ کے چشمے میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈوب رہا ہے نہ کہ فی الحقیقت۔ اسپر پنڈت صاحب نے کچھ شک ظاہر کیا۔ تو ..... مسافر آگرہ سے پنڈت لکشمیدت مشہور آریہ مناظر کا یہ فقرہ دکھایا گیا جو سفر رنگون کے دوران میں انہوں نے لکھا ہی

"جب سورج نکلا۔ تو اور بھی لطف آیا۔ کیونکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سچ مچ سمندر ہی کے بیچ میں سے نکل رہا ہے۔"

اسپر پنڈت جانن کو ماننا پڑا۔ اور بے اختیار بول اٹھے کہ یہ حوالہ بہت مضبوط ہے۔ پھر پنڈت صاحب نے دریافت کیا کہ یہ معنے پہلے بھی کسی نے کئے ہیں یا آپ ہی کرتے ہیں۔ جسپر انہیں پہلے شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ دکھایا جسمیں یہی ترجمہ ہے۔ اسکے بعد مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ دکھایا۔

"جب چلتے چلتے آفتاب کے غروب ہونے کے مقام پر پہونچا۔ تو اس کو آفتاب ایسا دکھائی دیا کہ جیسے وہ کالی کالی کیچڑ کی کنڈ میں ڈوبتا ہے۔"

پھر مزید تسلی کے لئے چند تفاسیر دکھائیں۔

حوالہ اوّل - ترجمان القرآن سے

"اور یہ جو اصحاب قصص و اخبار کہتے ہیں کہ وہ ایک مدت زمین پر چلا اور سورج اس کے پیچھے ڈوبتا تھا۔ سو اس کی کچھ اصلیت و حقیقت نہیں x x x بالجملہ ذوالقرنین نے اپنی نگاہ میں یہ دیکھا کہ سورج ایک بحر محیط میں غائب ہوتا ہے۔ یہی شان ہے ہر شخص کی جو ساحل بحر محیط تک پہنچتا ہے۔ وہ یہی دیکھتا ہے۔

"انسان کی عادت ہے۔ کہ جب دریا میں ہوتا ہے تو اُسے یوں نظر ہی آتا ہے کہ سورج دریا میں ڈوب رہا ہے۔"

حوالہ دوم تفسیر کبیر سے

وجد الشمس کانما تغرب فی عین وھدۃ مظلمۃ وان لم تکن کذلک فی الحقیقۃ۔

ذوالقرنین کو معلوم ہوا کہ سورج گویا کالے چشمے میں ڈوب رہا ہے۔ گو حقیقت میں ایسا نہیں تھا۔

حوالہ سوم تفسیر بیضاوی سے

فراھا کذلک اذ لم یکن فی مطمح بصرہ غیر الماء (یعنے ذوالقرنین نے سورج کو ایسا اسلئے دیکھا کہ اس کی حدنگاہ میں پانی کے سوا اور کچھ نہ تھے۔ اسپر حاشیہ ہے

اے یرٰی انھا تغرب فی عین حمئۃ والا فالواقع انھا ابعد نمایت البعد۔ یعنے دکھائی ایسا دیتا تھا کہ کالے کیچڑ میں سورج ڈوب رہا ہے۔ ورنہ واقع یوں نہ تھا۔"

جب پنڈت صاحب کی تسلی ہر طرح ہو چکی تو انہیں کہا گیا کہ اب شریفانہ طریق یہ ہے۔ کہ یہ اعتراض اب آپ کبھی کسی مسلم کے سامنے نہ کریں۔

پھر مذہب اور سائنس پر مزید بات چلی۔ جسپر مولانا سرور شاہ صاحب نے انہیں بتایا کہ مذہب کے اصل اجزا دو ہیں۔ اعمال و اخلاق۔ جو انسان کی زندگی سنوارنے کے لئے ضروری ہیں۔ دوم ان اعمال و اخلاق کے لئے تیار کرنے کے واسطے عقائد۔ سائنس بذاتہ مقصود بالذات نہیں۔ مگر ان کے لئے جسقدر مذہب میں ضرورت ہے۔ اس کا بیان ہے۔ پنڈت صاحب کا منشاء یہ تھا کہ قرآن مجید میں ہوائی جہاز اور آبدوز کشتیاں دکھائی جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے اس منشاء کو طرح طرح سے ظاہر بھی کرتے تھے۔ اور خود بعض فقرات مولانا شاہ صاحب کی طرف انہی کے سامنے پیش کرتے تھے۔ کہ گویا آپ یہ فرما رہے ہیں تاکہ وہ اپنے دل کا اعتراض کریں۔ جسپر مولوی صاحب نے پنڈت صاحب کو متنبہ کیا۔ کہ آپ مجھے لقمہ نہ دیں۔ میں جو کہہ رہا ہوں اسپر اعتراض کریں۔ اگر کچھ اعتراض کر سکتے ہیں۔ اسپر پنڈت صاحب خاموش رہ گئے۔ اور یہ کہا کہ جو سائنس کے متعلق آپنے فرمایا وہ مجھے لکھدیں جو لکھدیا گیا۔ جناب شیر اسلام میر قاسم علی صاحب بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے مہاشہ جی کی بے تابی دیکھکر فرمایا۔ کہ آبدوز کشتیوں اور ہوائی جہاز اور توپوں وغیرہ کے بنانے کا ذکر تو وید میں ہے۔ اور علم موسیقی بھی ہے۔ سب کچھ ہے۔ ہمیں بھی ضرورت ہوگی تو اسی سے دیکھ لینگے۔ لیکن ایک چیز وید میں نہیں معلوم ہوتی وہ کیا ہے؟ توحید۔ پس وہ قرآن مجید میں ہے۔ ہندوستان میں جو ۳۳ کروڑ دیوتا پوجا جاتا اور شولنگ وغیرہ تو آخر یہ کس کتاب کا اثر ہے قرآن مجید اور بائبل سے تو پہلے کا یہی حال ہندوستان وغیرہ میں ہے۔ اسپر پنڈت صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں جو توحید ہے۔ ویدوں سے ماخوذ ہے۔ اور خانہ کعبہ میں شولنگ کی پرستش ہوتی ہے۔ انہیں پوچھا گیا کہ شولنگ کی تعریف فرمائیے۔ مگر پنڈت صاحب اس طرف نہ آئے پھر ان سے پوچھا گیا کہ پرستش کی تعریف کریں تاہم بتا سکیں کہ حجر اسود کی پرستش ہوتی ہے یا نہیں۔ اسپر بھی نیچا دیکھنا پڑا جناب میر قاسم علی صاحب کی تقریر سے پنڈت صاحب ایسے گھبرائے۔ کہ درمیان ہی میں بار بار کہتے تھے۔ بس بس میں جاتا ہوں۔ خیر جب وہ چلے گئے تو ان کو کہا گیا۔ آپ کو بڑا دعویٰ ہے کہ ویدوں میں تمام سائنس ہے۔ اور اس میں کوئی بات خلاف سائنس نہیں۔ پس آپ ایک تحریری مضمون لکھکر بھیجدیں۔ دو گھنٹے میں اسپر اپنے سوالات لکھ کر بھیجدینگے۔ پھر آپنے اس کا جواب الجواب تیار کر لینا۔ اور عصر کے وقت عام جلسہ کر کے سنا دینا۔ دوسرے روز قرآن مجید اور سائنس کے متعلق اسی طرح بحث ہو گی۔ جواب آیا کہ مولوی سرور شاہ صاحب نے جو تحریر لکھ دی تھی۔ اسپر ان کے دستخط کرا کے بھجوا دیں تو کل وید اور سائنس پر ہمارا پرچہ آپ کو پہنچ جائے گا ہمنے اسی وقت دستخط کرا کے بھیجدیئے۔ دوسرے روز باوجود متعدد یاددہانیوں کے پنڈت جانن رام صاحب نے پرچہ نہ بھیجا۔ اور یوں کھلا کھلا فرار کر کے یہ ثابت کر دیا کہ آریہ سماج کے پاس وید اور سائنس کے متعلق کوئی دلیل نہیں۔ قادیان کے آریوں کو یہ خوفناک شکست اور یہ کھلا کھلا فرار مبارک ہو۔ ہمیں افسوس ہے کہ پنڈت صاحب موصوف نے اپنے لکچروں میں اسلام پر بھی حملے کئے۔ جو اسکے لئے روا نہ تھی

اعجاز فاروق

کی توضیح اشاعت کی ضرورت

نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۲۵ر جولائی ۱۹۱۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

علم الاخلاق

(نوشتہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

بعض صفتیں بظاہر اسقدر باہم مشابہ ہیں کہ ان کی شناخت میں دھوکہ لگ جاتا ہے۔ اس لئے میں اپنی سمجھ کے مطابق ان کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں

(۱)

ضد اور استقلال - کسی بات پر قائم رہنا۔ اور باوجود مشکلات کے اس سے نہ پھرنا۔ قابل ستایش امر ہے۔ لیکن اگر باطل کے متعلق ایسا کیا جائے۔ تو وہ مستحسن نہیں۔ بلکہ اسی کو ضد کہتے ہیں۔ ہاں اگر حق کے بارے میں یوں ہو تو یہ استقلال ہے جو احسن الاوصاف ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک موقعہ پر لکھا۔ کہ اگر میں ہلاک بھی ہو جاؤں تو حق یہی ہے۔ جو میں کہتا ہوں میرے خیال میں یہ ضد ہے۔ اور سید نا محمود احمدؓ نے جو فرمایا ساری دنیا چھوڑ دے پر میں نہ چھوڑوں گا تجھے۔ تو یہ استقلال و استقامت ہے ؛

(۲)

کبر و خود داری - اپنے آپ کو بڑا سمجھنا دوسروں کو حقیر جاننا۔ ان سے بلا وجہ نفرت یہ کبر ہے۔ لیکن اپنی حیثیت کو نگاہ رکھنا اپنے حقوق کی حفاظت یہ خود داری ہے۔ بعض لوگ خود دار ہوتے ہیں۔ اور انہیں متکبر سمجھا جاتا ہے۔ اور بعض فی الواقعہ تکبر رکھتے ہیں۔ مگر اپنے آپ کو خود دار یقین کرتے ہیں۔ ان دونو باتوں میں باریک فرق ہے۔ جو بادنی تامل معلوم ہو سکتا ہے۔ خود دار کو ضرورت نہیں۔ کہ دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور خواہ مخواہ اپنا رعب قائم کرنا چاہیئے ؛

(۳)

ضعف و سستی - ضعف تو یہ ہے کہ ایک شخص لیٹا ہی اس کا دل مثلاً نماز کے لئے تڑپ رہا ہے۔ مگر وہ اٹھ نہیں سکتا۔ اس لئے مسجد نہیں جاتا۔ دوسرا شخص ہے۔ وہ اچھا بھلا ہے۔ مگر محض اپنی سستی کی وجہ سے نہیں اٹھتا تو یہ دونو برابر نہیں ہو سکتے۔ ضعف اور سستی میں فرق اس طرح پر معلوم ہو سکتا ہے کہ جب اپنے مذاق کا کوئی کام اور دلچسپی کا مقام ہو۔ تو فوراً سستی جاتی رہتی ہے۔ اور اسکے لئے یہ عذر نہیں ہوتا کہ میری طبیعت ناساز ہے۔ یا اسوقت تو مجھ سے اٹھا نہیں جاتا ؛

(۴)

نزاکت اور بے حوصلہ پن - ان دونو میں فرق ایک مثال سے سمجھ لوں گا۔ پچھلے ماہ رمضان میں ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح ظہر کے بعد چار پانچ رکوع قرآن شریف درس دیتے تھے۔ گرمی سخت تھی۔ اور مسجد اقصیٰ میں پختہ فرش ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ محسوس ہوتی تھی۔ دو چار آدمیوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اپنے خاصے موٹے تازے تھے۔ مگر بلا مبالغہ ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد مجلس سے اٹھ کر غسل کر آتے اور کپڑا بھگو کر اپنے سر پر دوسری طرف ہمارے سردار ہیں کہ پوری پوشاک پہنے ہیں یعنے قمیض و اسکٹ کوٹ۔ سر پر پگڑی۔ اور پھر بعض دوست غلبۂ محبت سے ہجوم کئے بیٹھے ہیں۔ پنکھے کی ہوا بھی ایک گوشہ میں ہونے کی وجہ سے ٹھیک نہیں پہونچتی۔ لیکن آپ ہیں کہ ذرا گھبراہٹ نہیں۔ حالانکہ روزے سے بھی ہیں۔ بے شک حضرت مسیح موعود کی مماثلت کا اثر بھی ہے۔ لیکن پھر بھی چار پانچ گھنٹے اس پابندی سے ایسی سخت گرمی میں نشست اور پھر درس دینا معمولی کام نہیں تھا ؛

(۵)

صبر و تحمل اور جبن و بے غیرتی - یہ صفتیں بعض اوقات آپس میں مل جاتی ہیں۔ کوئی حقوق پر دست اندازی کرتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے۔ اور آپ ہیں کہ چپکے بیٹھے ہیں۔ وہ شریر زیادہ شوخ ہوتا جاتا ہے۔ ادھر یہ دل ہی دل میں ڈر رہے ہیں کہ خدا جانے بولوں گا۔ تو کیا نقصان پہونچائیگا۔ دوسرا شخص ہے۔ جو باوجود استطاعت محض اللہ کے لئے صبر سے کام لیتا ہے۔ اور اس کا معاملہ خدا پر چھوڑتا ہے۔ تو ان دونو میں بہت بڑا فرق ہے۔ صبر کا اللہ تعالیٰ ضرور اجر دیتا ہے۔ اپنا تجربہ بیان کرتا ہوں۔ ایک کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ جو اس مکان کی حیثیت تو ایسی تھی کہ ہمارے وطن کے تین مکانوں میں سے سب سے چھوٹے مکان کا تیسرا حصہ بھی نہیں۔ پھر اس میں سوائے ایک کمرہ کے کچھ بھی نہیں تھا۔ حتے کہ مستراح کے لئے جگہ نہیں بنائی گئی تو منقذ نہیں۔ اس لئے اس کی صفائی میں سخت دقت۔ بارش ہو رہی ہے۔ کمرہ دھوئیں سے بھرا ہے۔ ننھے بچے کو سیڑھیوں میں لٹایا۔ اور کھانا پک رہا ہے۔ خیر یہ تو معمولی بات ہے۔ مشکل یہ تھی۔ کہ شام ہوتے ہی نیچے کے دروازے میں قفل لگ جاتا تھا۔ آمد و رفت لازمی طور پر مسدود۔ اور مستزادیہ کہ ہمسائے..... ایسے کہ دوسرے تیسرے ضرور ہمیں گالیاں دیتے۔ اور مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کس قصور پر۔ ایک دن کا واقعہ ہے۔ کہ میں صبح صادق سے پہلے نماز پڑھنے مسجد میں گیا۔ ہم تو بالاخانے میں رہتے تھے۔ نیچے ڈیوڑھی میں مکان والوں کا ایک چرخہ پڑا تھا۔ اس کا نگوا ایسا چبھا کہ مجھے گہرا زخم ہو گیا۔ مگر میں نے اُف تک نہ کی۔ صبح باوجودیکہ بتا دیا گیا۔ پھر بھی نگوا ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے دو چار گھنٹے چرخہ والی کی گالیاں سننی پڑیں۔ وہی نہیں بلکہ آس پاس کے رہنے والے بھی اس کار خیر میں شریک ہو جاتے تھے۔ میں نے تو کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا۔ ایک دوست جو گلی سے گذر رہے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا تو وہ مجھے کہنے لگے۔ آپ کیونکر یہاں پر رہتے ہیں۔ یہ تو سخت بے غیرتی ہے۔ میں نے اس دوست سے کہا کہ میرے مولیٰ نے میرے کفارۂ ذنوب کے لئے ایسا ہی چاہا ہے۔ وہ علیم بذات الصدور خوب جانتا ہے کہ مجھ سے بڑھکر میرے گھر والوں نے صبر و شکر کا نمونہ دکھایا۔ اور کبھی ان کی گالیوں اور ایذا رسانیوں کا جواب تو درکنار مجھ سے شکایت تک بھی نہیں کی۔ چکے اجر میں محض اس کی بندہ نوازی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے وہ زمین اور مکان پایا۔ جو کم از کم میرے وہم و گمان میں بھی نہ گذرا تھا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ کرایہ والا مکان بھی ایک مخلص احمدی کا ہے۔ اور اس کا وہ حصہ جس کے لئے ہمیں منفذ نہیں ملتا تھا۔ خدا کا گھر ہونے کی عزت رکھتا ہے۔ کہاں وہ دعوے کہ ہم احمدیوں کو اس مکان سے اس محلہ سے اس شہر سے نکالدینگے۔ اور کہاں یہ بے بسی کہ مکان ہی ان کا نہیں رہا ؛

(۶)

زود رنجی اور نازک مزاجی۔ بعض لوگ اپنے آپ کو نازک مزاج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ زود رنج ہوتے ہیں ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر ناراض ہو جانا۔ نازک مزاجی نہیں۔ زود رنجی ہے۔ جو بہت بری بات ہے۔ نازک مزاج والا بے شک بظاہر ایک نہایت معمولی سی بات پر بگڑ جاتا ہے۔ مگر دراصل وہ بہت اہم ہوتی ہے اور زود رنج تو بات بات پر بگڑتا ہے۔ اور اپنے نفسانی جوش کا تابع ہوتا ہے۔ نازک مزاج انسان بعض اوقات ایسی بات پر تحمل و بردباری سے کام لیتا ہے۔ جو بہت بڑی بات ہوتی ہے لیکن زود رنج میں یہ بات نہیں ہوتی۔

(۷)

خود ستائی اور تحدیث بالنعمت۔ بعض لوگ خود ستا ہوتے ہیں۔ ہر وقت اپنی تعریف آپ کرتے رہتے ہیں کہ ہم ایسے ہم ایسے۔ اور بہانہ کرتے ہیں۔ اما بنعمۃ ربک فحدث کا۔ حالانکہ تحدیث بالنعمت اور چیز ہے۔ اول تو ایسا شخص کبھی اشارتاً کنایتاً بھی اپنے آرام کو اپنی قابلیت کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ دوم اس کے کلام سے اس کی نیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ جن کی زبان پر رسم و عادت کے طور سے خدا کے فضل خدا کی خاص مہربانی رہتا ہے مگر پھر بھی وہ تحدیث بالنعمت کے طور پر نہیں۔ بلکہ تفاخر کے لئے انعامات الٰہی کا ذکر کرتے ہیں ؛

(۸)

احسان نمائی بھی ایک مرض ہے۔ بعض لوگ کسی کو ایک دو پیسے بلکہ خربوزہ کی ایک قاش دے بیٹھتے ہیں۔ اور کوئی پچاس بار اس کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی ایذا رسان ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بعض آدمیوں میں یہ مادہ اسقدر ہوتا ہے۔ کہ وہ کسی کو السلام علیکم کہہ بیٹھتے ہیں تو جب تک یہ جتا نہ لیں کہ میں نے تمہیں سلام دیا ہے۔ چین نہیں آتا۔ مجھے ایک شخص کا واقعہ ابھی تک نہیں بھولا۔ جسنے مجھے بقول خود سلام دیا میں کام میں بعض اوقات ایسا منہمک ہو جاتا ہوں کہ مجھے گرد و پیش کی آواز نہیں پہونچتی۔ اور بعض اوقات مجھ پر ضعف کا ایسا غلبہ ہوتا ہے۔ کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں۔ مگر بلند آواز سے بول نہیں سکتا۔ کچھ ایسا ہی عذر پیش آیا۔ لیکن اسنے آنکھیں نکالکر سخت غصے میں کہ گویا میں دین اسلام سے پھر گیا ہوں مجھے کہا کہ میں نے سلام دیا ہے تم نے جواب نہیں دیا میں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ جو کسی پر سلام کے ساتھ بھی احسان کرتے ہیں۔ تو انہیں چین نہیں آتا۔ جب تک جتا نہیں لیتے۔ یہ تکبر کی وجہ سے ہے یا بخل کے سبب کہ سلام بھی بلا معاوضہ دنیا پسند نہیں۔ ہاں بعض نیک دل کسی پر احسان جتاتے ہیں تو اس نیت سے کہ مخاطب کو اپنے فرض کا احساس ہو ؛

(۹)

کفایت اور کنجوسی۔ خرچ کو آمد سے کم رکھنا۔ بلا ضرورت کچھ خرچ نہ کرنا یا کم خرچ کفایت ہے۔ مگر باوجود موجودگی مال کے ضرورت پر بھی انفاق سے پہلوتہی کرنا کنجوسی ہے۔ بعض کنجوس ہیں۔ جو اپنے آپ کو کفایت شعار سمجھتے ہیں۔ اور بعض کفایت شعار ہیں۔ جنھیں صفت میں بخیل کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ بعض لوگ اپنے حق میں کنجوس ہوتے ہیں۔ غیروں کے لئے فیاض بعض اپنے لئے فیاض اور غیروں کے لئے بخیل۔ مگر کفایت شعاری اور چیز ہے

(۱۰)

شجاعت اور حمق۔ مردی و نامردی کا فرق تو کسی نے اس فقرہ میں بتا دیا ہے۔ مردی و نامردی قدمے فاصلہ دارد۔ لیکن شجاعت بعض وقت حمق و تہور سے متلبس ہو جاتی ہے۔ بے سوچے سمجھے ہر خطرناک جگہ پر چلے جانا اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنا حمق اور تہور ہے لیکن ضرورت پر اپنی جان تک کی پرواہ نہ کرنا اور قدم پیچھے ہٹانے کے آگے بڑھانا شجاعت ہے۔ پس یہ امتیاز ضروری ہے ؛

(۱۱)

لینت اور منافقت۔ بعض لوگ طبعاً نرم مزاج ہوتے ہیں۔ اور قول لین کے عادی۔ یہ اچھی بات ہے لیکن اگر اظہار حق میں اس سے رخنہ پڑے۔ تو یہی بات منافقت ہے۔ بزدلی ہے۔ ایسا شخص صلح کل نہیں ملنسار اور ہر دلعزیز نہیں۔ بلکہ ہر دیگی چمچہ اور مرغ بادنما ہے کہ جدھر ہوا کا رخ دیکھا۔ ادھر ہو گیا۔ اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی صفت ٹھیک ہے بعض لوگ اپنی کوئی رائے نہیں رکھتے۔ تحقیق سے کام نہیں لیتے۔ اس کا نام حسن ظن رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ اک عیب ہے۔ حسن ظن کے معنے ہیں ظن کو اچھے طور پر استعمال کرنا۔

غرض اس قسم کی بہت سی صفتیں ہیں۔ جو آپس میں ایک دوسرے کی نہایت مماثل و مشابہ واقع ہوئی ہیں۔ ان میں فرق و امتیاز سمجھنا مومن کا فرض ہے۔ میں نے تو علی سبیل الایجاز بعض کا ذکر کر دیا۔ وہ بھی مکمل طور پر نہیں۔ بلکہ نہایت مختصر۔

اکمل عفا اللہ عنہ

تبلیغ رسالت نصف قیمت پر

جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا۔ پچاس جلدیں غیر احمدیوں میں تقسیم کرنے کے واسطے ۸ر علاوہ محصول ڈاک ہیں احباب منگوا کر تقسیم کریں۔

کار ثواب ہے۔

مارشیس کے شہر پورٹ لوئی میں

مولانا حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی اے مبلغ احمدیت کا وعظ

مینے الحمد للہ پڑھکر یہ کہا۔ کہ میں سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں۔ جسنے مجھے پیدا کیا۔ اور پھر اس کا شکر پر شکر کرتا ہوں۔ کہ اسنے مجھے انسان پیدا کیا۔ اور مسلمان بنایا۔ اور ایسے زمانہ میں پیدا کیا۔ جو کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ جسکے لئے اولیاء اُمت رو رو کر دعائیں کرتے گذر گئے۔ کہ وہ مسیح موعود کا زمانہ دیکھیں۔ اور پھر میں اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اسنے مجھے توفیق دی کہ میں اس کی بیعت میں داخل ہو جاؤں۔ اور محض اسکے فضل سے اس کے پاس چودہ برس رہا۔ اور اس کی صحبت سے فیض یاب ہوا۔ میں تم سب کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ تم حضرت مسیح موعود کے دعوے میں غور کرو۔ اور جلدی سے انکار نہ کرو کیونکہ انسان کو چاہیئے کہ جو کام کرے۔ سوچ کر کرے۔ اور ہم پر یہ تہمت لگائی گئی ہے۔ کہ ہم نے گویا کوئی نیا مذہب بنایا ہے۔ سو یاد رہے کہ محض ہم پر یہ تہمت لگائی گئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ ہمارے یہ عقائد ہیں۔ ہم اللہ کو مانتے ہیں کہ وہ واحد لاشریک ہے اپنی ذات میں اپنی صفات میں اور اپنے افعال میں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرشتے پیدا کئے ہیں۔ اور وہ کاموں پر مقرر ہیں۔ جو خدا نے ان کے لئے مقرر کر دئے ہیں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کتابیں نازل فرمائیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نبیوں کے ساتھ بولا۔ اور ان پر اپنی رضا کی راہیں کھولیں اور ہم ایمان لاتے ہیں اچھی اور بدی کا نتیجہ ہے جسے تقدیر کہتے ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ بعث بعد الموت ہے۔ اور کہ قیامت ہے۔ جسمیں ہر ایک شخص اپنی نیکی یا بدی کا بدلہ بھگتیگا۔ یہ ہمارے عقائد ہیں اور ہمارے ارکان اسلام۔ جن کو عملیات کہنا چاہیئے۔ یہ ہیں۔ اقرار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نماز پڑھنا زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا۔ اور صوم رمضان۔ اس کے بعد مینے سورۃ الحمد کی تفسیر کی۔ اور ثابت کیا کہ جبکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ چیزیں پیدا ہو رہی ہیں اور پل رہی ہیں۔ عام مفت رحمت ہو رہی ہے۔ اور محنت پر رحمت ہو رہی ہے۔ اور شریروں کو یہاں بھی سزائیں مل رہی ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ کوئی رب ہے۔ کوئی رحمٰن ہے کوئی رحیم ہے۔ کوئی مالک ہے۔ چونکہ یہ سب ملکر کام کرتے ہیں۔ اور کام بڑی ترتیب اور انتظام سے چل رہا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ یہ سب ایک ہی ذات کے صفات ہیں۔ اور ہر ذات اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ ذات اللہ ہے۔ اور اس کی چار صفتیں رب العالمین الرحمٰن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین دنیا میں کام کر رہی ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ اللہ ہے۔ اور وہ رب ہے رحمٰن ہے۔ رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے جب عابد نے اپنے معبود کو اس کی صفات سے پہچان لیا۔ تو پھر اسنے اس کو مخاطب کر لیا۔ کیونکہ اس کی معرفت اسقدر بڑھ گئی ہے۔ کہ وہ اس کو تو کہہ سکتا ہے۔ اسلئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا۔ کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور چونکہ عبادت کے لئے کوئی طریقہ اور ارادہ چاہیئے۔ اسلئے اسی سے دعا مانگی۔ کہ ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ اور پھر آگے یہ مانگا۔ کہ سیدھی راہ سے مراد وہ راہ ہے۔ جسپر چل کر نبی صدیق۔ شہید۔ صالح بن جاتے ہیں۔ اور ایسی راہ پر نہ چلا۔ جسپر چلنے سے غضب الٰہی کا نزول ہوتا ہے یا ضلالت میں جا پڑتے ہیں۔ اس میں تین فرقوں کی پیشگوئی موجود ہے۔ کہ اُمت محمدیہ میں ایک فرقہ انعمت علیہم رہے گا۔ اور ایک فرقہ مغضوب علیہم اور ایک فرقہ ضالین۔ اور قرآن شریف نے انعمت علیہم کے خود معنے کر دئے ہیں کہ جو اللہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ نبیوں۔ صدیقوں شہیدوں اور صالحوں میں سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ میں انعمت علیہم کا گروہ ضرور رہے گا اور المغضوب سے مراد یہود ہیں۔ اور ضالین نصاریٰ ہیں۔ اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرا بشبر و ذراعا بذراع قالوا الیھود والنصاریٰ قمن۔ کہ تم پہلوں کی راہیں چلو گے۔ بالشت بہ بالشت گز بگز لوگوں نے کہا۔ یہود و نصاریٰ فرمایا۔ پھر کون؟ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو یہود کے افعال کرنے لگ جاوے۔ اگرچہ وہ کلمہ طیب منہ سے پڑھنے کا قائل بھی ہو۔ تو وہ یہود ہونے سے نہیں بچ سکتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا۔ کہ کلمہ طیبہ بھی چھوڑ دو گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ تمہارے اعمال یہود کے اعمال کے مشابہ ہو جائینگے۔ جیسا کہ یہود کو سود سے روکا گیا تھا۔ مگر انہوں نے لیا۔ ایسا ہی مسلمانوں پر سود حرام ہے۔ مگر اب بعض لے رہے ہیں۔ جب کہ امت میں یہود صفت پیدا ہو گئی ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ عیسےٰ صفت اُمت محمدیہ میں پیدا نہ ہوں۔ مینے تم کو سورہ الحمد خوب سمجھا دی ہے۔ کیونکہ اس کے سوا نماز نہیں ہو سکتی۔ بغیر نماز کے انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ تقریب بھی فاتحہ ہی کی تھی۔ اسلئے مینے فاتحہ پر تم کو سنایا ہے اور خوب سمجھا دیا ہے۔ تاکہ تم اللہ تعالےٰ سے دعا مانگو اور خوب یاد رکھو کہ سب سے بڑا آسان طریقہ فیصلے کا دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ تو خوب جانتا کہ ہم دونوں فریق میں سے کون سچا ہے۔ اور کونسا جھوٹا ہے اس لئے تم الحمد میں دعا مانگو۔ کہ اے اللہ ہم کو انعمت علیہم گروہ میں داخل کر دے۔ اور مغضوب اور ضال گروہ سے بچا۔ اگر احمدی انعمت علیہم ہیں۔ تو ہم کو انکے ساتھ ملا دے۔ اور اگر غیر احمدی انعمت علیہم ہیں تو ہم کو ان کے ساتھ ملائے رکھ۔ ہم میں اور غیر میں بہت بڑا فرق نہیں ہے۔ یہ دعا کا فیصلہ تو بہت ہی آسان فیصلہ ہے۔ اگر تم دلائل سے فیصلہ کرنا چاہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو۔ تو ہم اللہ کے فضل و کرم قرآن شریف اور صحیح حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ ہم حق پر ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس زمانے کا امام آگیا ہے۔ اور ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ نہیں اس زمانے کا کوئی امام نہیں آیا ہے اب ہمارا یہ تنازعہ قرآن اور حدیث کے سامنے پیش ہونا چاہیئے۔ کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ سو ہم قرآن شریف میں کھلے الفاظ میں پاتے ہیں۔ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون۔

اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کرتے ہیں کہ وہ انکو خلیفہ بنائے گا زمین میں۔ جیسا کہ اسنے خلیفہ بنایا تھا۔ ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔ اور ضرور ضرور مضبوط کر دے گا۔ ان کے لئے انکے دین کو جو اُسنے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ اور ضرور ضرور بدل دیگا انکے خوف کو امن سے۔ وہ میری ہی عبادت کرینگے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائینگے اور جو اسکے بعد کفر کرے۔ وہی فاسق ہیں۔ اس میں خدا تعالیٰ نے خلیفہ کے تین زبردست نشان مقرر کئے ہیں جیسا کہ رسول کریم دین اسلام کی تمکین کرتے تھے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دین اسلام کو مضبوط کر دیگا۔ اب جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں یاد کر لے۔ اور ان تمام دلائل سے کام لے وہ کبھی کسی مخالف اسلام کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا حضرت مسیح موعود نے اسلام کو مضبوط کر دیا ہے۔ کہ کوئی مخالف اسلام اب اسپر حملہ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ سو پہلا نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں حقیقی طور پر موجود ہے۔ جب حضرت صاحب نے دعوے کیا تھا تو ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لوگوں کو آگ لگ گئی۔ اور قریب دو سو مولویوں نے سوی کفر پر مُہریں لگائیں کہ یہ شخص کافر ہے۔ دجال ہے بے ایمان ہے۔ یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے۔ کوئی اس سے نہ ملے۔ کوئی اس کی کتاب نہ دیکھے۔ جو اسکے ساتھ تعلق رکھے گا۔ اس کی بیوی اسپر حرام ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس کو واجب القتل ٹھیرا کر عوام کو جوش دلایا کہ کوئی جا کر ان کو مار ڈالے۔ مگر وہ اللہ جو اس کو بھیجنے والا تھا۔ اس کا مددگار تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ساتھ پہلے بتا دیا تھا۔ واللہ یعصمک من الناس۔ کہ لوگ تیرے قتل پر قابو نہیں پائینگے۔ سو دیکھو یہ کیسا عظیم الشان حضرت مسیح موعود کے لئے خوف تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کو ہیبار منشوراً کر دیا۔ پانچ لاکھ نے حضور کے ہاتھ پر آکر بیعت کی۔ اور حضور کے غلام بن گئے۔ مولوی تو یہ چاہتے تھے کہ ایک نہ بھی آوے۔ مگر اللہ تعالیٰ لاکھوں لے آیا۔ اور مولوی چاہتے تھے کہ یہ قتل ہو جائے سولی پر چڑھ جاوے یا زندان میں جا پڑے۔ تاکہ ان کے ہاتھ میں بات آجاوے۔ کہ وہ جھوٹا تھا مفتری تھا۔ تبھی تو یہ حال ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام لعنتوں سے محفوظ رکھا۔ اور اپنا وعدہ پورا کیا کہ وہ رسول کریم کے خلیفوں کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ پس سچے خلیفے کا دوسرا نشان بھی خوب اچھی طرح پورا ہوا۔ تیسرے نشان کے لئے ان کی تعلیم دیکھو۔ ان کی کتابیں دنیا میں موجود ہیں ان کو غور سے پڑھو۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کیسے حامی توحید اور شرک کے دشمن تھے۔ ان کے ماننے والوں کو دیکھو کہ وہ کیا کوئی شرک کرتے ہیں کسی قبر پر چادر چڑھاتے ہیں یا اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں یا کسی قبر سے مرادیں مانگتے ہیں۔ یا کبھی وہ پیر لاوال پر جاتے ہیں یا پیر جہانگیر کی قبر کو پوجتے ہیں آدمی اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ تم دیکھو کہ جو احمدی ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں نیک تبدیلی پیدا ہوتی ہے یا بد۔ جب یہ تینوں نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں موجود ہیں۔ تو پھر جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود پر ایمان لے آوے۔ یا وہ قرآن شریف سے بھی منکر ہو جاوے۔ جو ایسے خلیفہ کا جس کے نشان مقرر کردہ قرآن شریف میں موجود ہیں۔ منکر ہو اس کو قرآن نے فاسق کہا ہے۔ اور دوسری جگہ قرآن میں لکھا ہے کہ مایضل بہ الا الفاسقین الذین ینقضون عہد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک ھم الخاسرون۔ نہیں گمراہ کرتا ہے اس کے ساتھ مگر فاسقوں کو جو توڑتے ہیں اللہ کا عہد اس کی مضبوطی کے بعد۔ اور کاٹتے ہیں جسکو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے۔ اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور حدیث شریف نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا شخص خدا تعالیٰ بھیجا کرے گا۔ جو کہ دین اسلام کو تازہ کیا کرے گا۔ ان اللہ عزوجل یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابو داؤد کذا فی المشکوٰۃ۔ ضرور ضرور اللہ تعالیٰ بھیجا کرے گا۔ اس امت کے لئے اوپر ہر سو سال کے ایسا مرد جو کہ تازہ کیا کرے گا۔ اس کے لئے اس کے دین کو۔ سو اس صدی سے چھتیس سال گذر گئے ہیں۔ اور ہمارے مخالفوں کے نزدیک ابھی تک کوئی مجدد نہیں آیا۔ کیا اس چودھویں صدی کے لئے اللہ کا وعدہ اور رسول کریم کا قول نعوذ باللہ غلط اور جھوٹے ہو گئے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ نے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا۔ اور اپنے رسول کو سچا کر دیا۔ اور اس صدی چودھویں کا مجدد عین چودھویں صدی کے شروع میں مبعوث فرما دیا۔ ہم اللہ اور رسول کی بات کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے جھوٹے ہیں وہ لوگ جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔

ناظرین نوٹ کر لیں - بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تمام تصانیف معہ دیگر احمدیوں کی تصنیفات کے فاروق بک ایجنسی قادیان سے بذریعہ قیمت طلب پارسل دستیاب ہو سکتی ہیں ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک اعتراض کا

جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح

لیکن ایک دوسرا شخص ہے۔ جو دلیری سے حکام کی غلطیوں پر بھی انہیں آگاہ کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں۔ تو اسپر خوشامد کا الزام لگانا نادانی ہوگی۔ پس آپ اعتراض کرنے سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سابق اعمال کو دیکھ لیتے۔ تو آپ کو یہ حوصلہ نہ ہوتا۔ دیکھو مکہ معظمہ میں آپ تیرہ سال تک رہے۔ اور ساری قوم مخالف تھی۔ اور ہر قسم کی تکلیفیں اور دکھ آپ کی جماعت کو دیتے تھے۔ اگر صرف ملا لینا مقصود ہوتا۔ جو ایک جتھا بنانے والے لوگوں کا فعل ہے۔ اور وہ نیک اور بد کی کوئی امتیاز نہیں کرتے) تو آپ بیت القدس کی طرف منہ کر کے نماز نہ پڑھتے بلکہ کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے۔ جس سے کفار مکہ خوش ہو جاتے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا تو وہاں ذکر نہ تھا کہ ان کو خوش کرنا مقصود ہوتا کہ ان کے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ باوجودیکہ ساری قوم دشمن تھی اور وہ ہر قسم کی تکالیف دیتی تھی۔ اور اتنی بات سے خوش بھی ہو سکتے تھے۔ مگر آپ نے یہ طریق اختیار نہ کیا۔ جو ایک دنیادار اور منصوبہ باز انسان کے نزدیک جائز ہوتا پھر آپ مدینہ تشریف لاتے ہیں۔ وہاں وہ لوگ موجود تھے۔ جو بیت المقدس کو اپنا قبلہ جانتے تھے۔ اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ آپ اپنے مذہب کو کس طرح پھیلانا چاہتے تھے۔ اور آپ کے زیر نظر کسی انسان یا قوم و جماعت کو خوش کرنا نہ تھا۔ بلکہ محض خدا کی رضا مقصود تھی۔ اور جس کام کے لئے خدا تعالےٰ نے آپ کو برگزیدہ کیا تھا۔ اس کے لئے وہ کسی جماعت اور جتھے کی دشمنی یا مخالفت کی قطعاً پرواہ نہ کرتے تھے

یہ واقعات آپ کی نیت آپ کے مقصد اور طریق عمل میں اخلاص اور اہلیت کے لئے زبردست گواہ ہیں ایک آدمی جو نہایت غور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ان واقعات پر غور کریگا۔ اگر اس کی فطرت مر نہیں گئی۔ تو ایسے بے اختیار ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑے گا ؛

قرآن مجید میں بھی یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ بیوقوف لوگ اسبات پر اعتراض کرتے ہیں۔ مگر اس کا یہی جواب دیا ہے کہ اس سے غرض یہی ہے کہ امتحان ہو جاوے۔ کہ کس کا ایمان پکا ہے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ جس شخص کے ساری عمر کے یہ اعمال ہوں۔ اور اس کی زندگی اس طرح پر گذری ہو کہ کبھی حق پہونچانے میں اسنے نہ تو کسی لالچ کی پروا کی ہو۔ اور نہ کسی تکلیف نے اسے روکا ہو۔ اور راہ میں وہ کسی کی بھی پرواہ نہ کرتا ہو۔ وہ ایسی حالت میں کہ اسے فتوحات حاصل ہو چکی ہیں۔ بادشاہ ہو گیا ہی عیسائیوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کہدے کہ

مسجد میں نماز پڑھ لو

کبھی کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت ان حالات میں ایسی بات منہ سے نکال سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل

ٹالرینشن پھیلانے کے لئے تھا

ایڈیٹر

(اللھم صل علےٰ محمد وعلےٰ اٰل محمد وبارک وسلم)

اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ مساجد کی آزادی کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم بہت زبردست ہے۔ جو دوسرے مذاہب میں اس کا نشان بھی نہیں پایا جاتا۔ مساجد میں عبادت الٰہی کرنے سے روکنے والوں کو قرآن کریم نے اظلم قرار دیا ہے۔ ان تمام واقعات کو جو میں مختصراً بیان کئے ہیں۔ اور قرآن کریم کی اس تعلیم کو یکجائی نظر سے دیکھنے کے بعد کبھی کوئی شخص ایمانداری سے یہ حملہ نہیں کر سکتا ؛ (باقی دارد)

(الحکم)

ایک افتراء کی تردید

حکیم نور محمد صاحب مالک ہمدم صحت لاہور نے ۱۳ر جولائی کو ایک اشتہار آخری حجت کے عنوان سے شایع کیا ہے جسمیں مفصلہ ذیل فقرہ چھاپا ہے۔

قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل عرصہ سے جناب مرشدی ظہیر مولیٰ کے ساتھ خط و کتابت کر رہے ہیں۔ پہلا مسئلہ انہوں نے یہ اٹھایا تھا کہ فی الواقع ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے۔ اور اپنے نبی ہونے سے صاف طور پر انکار کرتے تھے۔ لیکن پھر ان (اکمل) کی بعض تحریروں سے واضح ہو گیا کہ وہ اس عقیدہ پر قائم نہیں رہے۔ میاں محمود احمد صاحب کو اس بارہ میں صریح غلطی پر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ قاضی اکمل صاحب نے اشتہار غلطی کے ازالہ کی عبارۃ کو رسالہ تشحیذ میں درج کر کے صاف طور پر لکھدیا کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء سے پہلے ہی اپنے نبی ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ صرف صاحب شریعت جدیدہ نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ نبی اور صاحب شریعت نبی ہونے کا ہمیشہ اقرار کیا ہے۔ انکار ہے تو صرف شریعت جدیدہ لانے سے" ؛

میں اس عبارت کو پڑھ کر حیران رہ گیا کہ یہ ہے۔ وہ دیانت و امانت و ایمانداری جو حکیم نور محمد صاحب نے اپنے مرشد مولیٰ ظہیر سے حاصل کی ہے۔ میرے خیال میں انکے برسر حق یا پیرو باطل ہونے کے لئے کسی اور امتیاز کی ضرورت نہیں۔ صرف یہی دیکھ لیا جائے۔ کہ جس مذہب میں اسدرجہ کا افترا جائز ہو۔ اس کا پیرو کبھی حق پر نہیں ہو سکتا۔ میں نے جب منشی محمد ظہیر الدین صاحب کا یہ عقیدہ سنا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اپنے آپ کو نبی سمجھتے تھے۔ اور یہی تعریف نبوت کرتے تھے۔ جو ۱۹۰۱ء سے بعد میں کی۔ تو حیرت ہوئی۔ کیونکہ کھلی کھلی عبارتیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن کی مطلق تاویل نہیں ہو سکتی - اس بارے میں موجود ہیں کہ حضرت اقدس اپنے آپ کو ۱۹۰۱ء سے پہلے غیر نبی یقین کرتے تھے - پس میں نے منشی محمد ظہیر الدین صاحب سے خط و کتابت کی - تا ان دلائل سے اطلاع پاؤں جو وہ اس بارے میں رکھتے ہیں - جہاں تک میں نے ان کے دلائل پر غور کیا - مجھے کوئی وجہ معلوم نہ ہوئی - کہ میں اپنے آپ کو غلطی پر سمجھوں - چنانچہ اسی سلسلہ میں میرا آخری مفصل خط جس میں میں نے اپنے برسر حق ہونے کے دلائل دئے ہیں - ابھی تک قابل جواب پڑا ہے - اگر ہمت ہے - تو اب بھی منشی محمد ظہیر الدین صاحب جواب دیں - اور میرے دلائل کی تردید کریں صورت حال تو یہ ہے - اور لکھا جاتا ہے - کہ میں اس پہلے عقیدہ پر قائم نہیں رہا - اعوذ باللہ من الکفر بعد الکفر - کس دیدہ دلیری سے میرے خلاف افترا کیا جاتا ہے - کہ میں نے تشحیذ میں لکھا ہے - کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اپنے نبی ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا - اور نبی اور صاحب شریعت نبی ہونے کا ہمیشہ اقرار کیا ہے - اگر یہ فقرہ منشی محمد ظہیر الدین صاحب اور ان کے بتیع حکیم نور محمد صاحب تشحیذ سے یا کسی اور اخبار سے یا کسی میری تحریر سے دکھا دیں - تو میں اپنے آپ کو غلطی پر اور انہیں حق پر مان لوں گا - لیکن اگر وہ یہ فقرہ نہ دکھا سکیں تو اس صریح بددیانتی اور افتراء پر تھوڑی دیر کے لئے شرما چھوڑیں - والحیاء من الایمان -

اکمل ۱۸ر جولائی ۱۹۱۸ء

دو روپیہ

مندرجہ ذیل سطور مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کے ایک خط سے چھاپی جاتی ہیں -

ڈاکٹر نور محمد نے کل میرے نام ایک اشتہار آخری حجت نامہ بھیجا - جسمیں کئی طرح کی ہزلیات کا ذکر ہے اس میں اس نے ظہیر کی پیشگوئی شایع کی ہے - کہ میں مرزہ سال کی میعاد میں فوت ہو جاؤں گا -

کل دعا کا موقعہ میسر آیا - اور ان دعاؤں میں ہی سو گیا - کیا دیکھتا ہوں - جلسہ سالانہ ہے - اور اس میں حضرت مسیح موعود منتظم ہیں - موسم بہار کا معلوم ہوتا ہے - اسی اثناء میں حضرت ممدوح کی طرف سے ایک خوبصورت کٹورے میں جو غالباً چاندی کا معلوم ہوتا ہے - ایک عجیب قسم کا شربت جو نہایت ہی لذیذ اور خوشبودار ہے - آیا ہے - اور اس لئے کہ میں اُسے پی لوں - تب میں نے اُسے تین دفعہ کر کے پیا ہے - پھر میں خواب میں ہی حکیم محمد الدین صاحب سے کہتا ہوں کہ ظہیر نے تو میرے لئے ڈیڑھ سال کی پیشگوئی کی تھی کہ میں مر جاؤں گا - لیکن اس شربت سے مجھے یہی علم دیا گیا کہ میں تین سال سے پہلے نہیں مروں گا (۲) اور چونکہ ان دنوں ظہیر کے فتنہ کے لئے بھی میں نے ایک دو دفعہ بہت ہی زور سے دعا کی - اس لئے اسکے بارے میں دکھایا گیا کہ ایک سانپ ہے - جسپر سیاہ اور سفید قسم کے داغ اور نقش ہیں - وہ ایک دیوار پر چڑھ رہا ہے - میرے پاس ایک بہت بڑا سونٹا ہے - جس سے میں نے اسے بالکل کچل دیا - اور اس کے سر کو ایسا کچلا کہ بس ہلاک ہی ہو گیا - پھر میں نے ظہیر کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہے - تب میں نے کہا کہ جب تک تیری بددعا پر جو تو نے اپنے لئے اشتہار میں شایع کی - پورا سال نہ گذر جائے - میں بات نہیں کروں گا

غلام رسول راجیکی - ۱۷ر جولائی ۱۹۱۸ء

ایک پریسمین کی ضرورت

جو ۲۶×۲۰/۴ ایک ہزار اور ۲۲×۱۸/۸ آٹھ سو روزانہ کارگذاری دے اور اچھا کام کرتا ہو - فاروق پریس میں ضرورت ہے - تنخواہ بیس روپے ماہوار دی جاویگی - لیکن یہ تنخواہ بعد پسندیدگی کام کے دیجاویگی - درخواستیں بنام مینیجر فاروق قادیان آنی چاہئیں ٭

خمیرہ فضیل اکسیر حنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں - ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں - جو پیارے بچوں سے خالی تھے - وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھڑا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے - جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر دار البقاء لیتی تھی - جنکے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے - اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے - محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں - آپ بھی ناامید نہ ہوں - خدا پر بھروسہ رکھو - اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ - اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر خدا کا شکر کرو - اور موجد کے لئے دعا کریں - قیمت بلحاظ محنت اور قوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے - تاکہ سب فائدہ اٹھائیں - قیمت ایک روپیہ فی تولہ -

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنی دھند - جالا - پڑوال - ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے - قیمت فی تولہ تین روپے

المشتہر

نظام حسن و عبد الرحمن کانفانی قادیان (گورداسپور)

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا - اور ایم قاسم علی پبلشر نے شایع کیا)